فقہ حنفی کے ارتقاء میں صوبہ بلوچستان کی اہمیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Importance of Province Balochistan in the Evaluation of Fiqh Ḥanafi: An Analytical Study

محمد نعیم جان[i] ڈاکٹر جنید اکبر[ii]

Abstract

Like the Qur'an, the jurisprudence is regarded as the source of Islamic Shariah and the factors which have been acting in the apparent cause of the protection of the Qur'an and the manner in which they are operating are protected by the same reasons.. Different Jurisprudential schools of thought came into being, but only four schools of thoughts were generally accepted and the others disappeared with the passage of time. In these four jurisprudential schools of thought, the Hanafi is a prominent figure, and has been distinguished from the rest of them by the majority of its followers, from Imam Abu Hanifa to the contemporary. There are basically two important factors in protecting the jurisprudence of the Hanafi, one is the scholar and the other jurisprudential literature in the Hanafi jurisprudence. Due to these two reasons, the Hanafi jurisprudence has been safe for 13 centuries. Pakistan is one of the leading countries of the Hanafi jurisprudence in modern times, Sindh is generally regarded as a scholarly leader in Pakistan, and Karachi in particular, but Balochistan province also has a very profound and prominent influence. Holds There is a need to highlight the evolution of the jurisprudence of Hanafi province in Balochistan. In view of this requirement the lying article is to be answered.

Keywords: Sharīʻah, Islamic Law, Maddāris, Muftī, Fatāwa, Iftā,

---

i پی ایچ-ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلجس سٹڈیز، ہری پور یونیورسٹی

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلجس سٹڈیز، ہری پور یونیورسٹی

تمہید

قرآن وحدیث کی طرح فقہ بھی اسلامی شریعت کے مآخذ میں شمار ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کی حفاظت کے ظاہری اسباب میں جو عوامل کارفرما ہے اور جس انداز سے یہ محفوظ چلے آرہے ہیں فقہ کی حفاظت بھی ایسے ہی اسباب سے ہوتی چلی آرہی ہے، فقہ نزول قرآن سے اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھی اور مرورِ وقت کے ساتھ جیسے جیسے علوم وفنون مدون ہوتے رہے اور باقاعدہ حیثیت حاصل کرتے گئے ایسے ہی فقہ بھی ارتقائی مراحل سے گزر کا باقاعدہ ایک فن اور علم کی حیثیت سے منصہ شہود پر آئی۔ تدوینِ فقہ کے بعد کئی فقہی مذاہب وجود میں آئے لیکن اہلِ سنت والجماعت نے مجموعی اور عملی طور پر صرف چار فقہی مذاہب کو قبول عام عطا کیا اور باقی مذاہب وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہوتے چلے گئے۔

ان چار فقہی مذاہب میں فقہ حنفی ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے لے کر عصرِ حاضر تک اپنی خصوصیات اور پیروکاروں کی کثرت میں باقی مذاہب سے ممتاز رہا ہے۔ فقہ حنفی کی حفاظت میں بنیادی طور پر دو عنصر نہایت اہم ہیں ایک فقہ حنفی میں ماہر علماء کرام اور دوسرا فقہی لٹریچر۔ انہی دو اسباب کی بدولت فقہ حنفی تیرہ صدیوں سے محفوظ چلا آرہا ہے۔ عصر حاضر میں فقہ حنفی کی آماجگاہ شمار ہونے والے ممالک میں پاکستان سرفہرست ہے، پاکستان میں عام طور پر علمی وفقہی اعتبار سے صوبہ سندھ اور بالخصوص کراچی کو فقہی وعلمی اعتبار سے راہنما علاقہ شمار کیا جاتا ہے لیکن صوبہ بلوچستان بھی فقہی وملی اعتبار سے بہت گہرے اور نمایاں اثرات رکھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فقہ حنفی کے صوبہ بلوچستان میں ارتقاء کو نمایاں کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر مقالہ نگار نے اس موضوع کا انتخاب کیا۔

مزید اس انتخاب میں یہ داعیہ زیادہ ابھرا کہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے برصغیر پاک وہند میں فقہ کی حفاظت میں ایک تیسرا عنصر سامنے آتا ہے اور وہ فقہی امور میں راہنمائی شخصیات سے اداروں کی طرف منتقلی کا ہے۔ یعنی شخصیات سے دارالافتاؤں کی طرف عام رخ ومزاج منتقل ہونے کا ہے۔ اگرچہ ان اداروں کی پشت پر بھی اصل شخصیات ہی کارفرما ہوتی ہیں لیکن اب ادارے مجموعی اعتبار سے اپنی شناخت پیدا کرچکے ہیں اس لیے فقہ حنفی کی حفاظت میں ماہر علماء کرام اور فقہی لٹریچر کے ساتھ ساتھ دارالافتاؤں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور ایک نئے انداز سے فقہ حنفی کے ارتقاء میں اہم کردار رکھنے والے اداروں کی خدمات کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر مقالہ میں ان مراکز کا تعارف وعلمی خدمات کو واضح کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ فقہی لٹریچر کے چند نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں جو اس علاقے کی فقہی اعتبار سے ذرخیزی پر دلالت کرتے ہیں۔

البتہ فقہی مراکز کے اعتبار سے اس سے قبل تحقیقی کام نہیں ہوا لیکن شخصیات سے متعلق مختلف انداز سے کام ہوتا رہا ہے باوجود اس کے فقہی انداز سے شخصیات پر بھی کوئی تحقیقی کام اس انداز کا نہیں ہوا۔ ذیل میں صوبہ بلوچستان کے حوالے سے سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

بلوچستان میں دینی ادب [1] : ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی کی یہ کتاب 2018ء میں شائع ہوئی، اس کتاب میں انہوں نے بلوچستان میں دینی ادب کے حوالے سے مواد یکجا کیا ہے لیکن اس میں انہوں نے فقہی اعتبار سے لکھی گئی کتب کو زیادہ نمایاں نہیں کیا اور عمومی انداز میں خاص طور پر نصابی کتب پر بحث کی ہے۔

پاکستان کے دینی مدارس کے علمائے کرام کی ڈائریکٹری[2]: یہ ڈائریکٹری ان علمائے کرام کے بارے میں معلومات پر مبنی ہے جو حکومت پاکستان وزارتِ تعلیم اسلامک ایجوکیشن ریسرچ سیل کے افسران نے مارچ 1987ء تک دینی مدارس پاکستان کے سروے کے دوران موقع پر جا کر حاصل کیں۔ اس میں بھی فقہی اعتبار سے علمائے کرام کو خاص طور پر موضوعِ بحث نہیں بنایا گیا۔ اگرچہ اس میں بھی بلوچستان کے کچھ علمائے کرام کا تذکرہ موجود ہے۔

بلوچستان میں اسلامی مدارس[3]: یہ ایم فل کا مقالہ ہے جس میں بلوچستان کے مدارس کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے لیکن اس میں مدارس، ان کی یوم تاسیس، تعمیرات اور طلبہ واساتذہ کی تعداد کے ساتھ بلا تخصیص تذکرہ کیا ہے چنانچہ دارالافتاء اور ان کی فقہی خدمات اس میں نہیں آسکی ہیں۔

تذکرہ علمائے ہند[4]: مولوی رحمان علی کی اس کتاب میں بھی علمائے بلوچستان میں سے چند ایک کا تذکرہ ہے۔

فقہائے ہند[5]: یہ کتاب مولانا محمد اسحاق بھٹی کی ہے، آپ ۲۰۱۵ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے، یہ کتاب پرانے ایڈیشن کے مطابق سات جلدوں میں اور نئے ایڈیشن کے مطابق تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں چونکہ مصنف نے ہر مکتبِ فکر کے فقہائے ہند کا تذکرہ کیا ہے، اس میں صوبہ بلوچستان کے چند علماء کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند[6]: یہ کتاب محمد اقبال مجددی کی تصنیف ہے یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں کثیر تعداد میں علماء ومشائخ کا تذکرہ ہے، لیکن صاحب کتاب نے صوفیاء کرام کو ترجیح دی ہے، چنانچہ سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کے مشہور صوفیاء کرام کے مستند حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں تصوف کا پہلو نمایاں ہے لہذا علماء بلوچستان کی تصنیفی خدمات چیدہ چیدہ ذکر کی ہیں۔

علمائے ہند کا شاندار ماضی[7] : علامہ سید محمد میاں صاحب کی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے، چونکہ محمد میاں صاحب تاریخ پر گہری نظر بھی رکھتے تھے، اس لئے یہ اس کتاب میں علماء کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ تاریخی واقعات نے کتاب کا حجم بہت بڑھادیا ہے البتہ اس کتاب میں بھی چند علماء بلوچستان کا تعارف موجود ہے۔

انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا[8]: سید قاسم محمود کے اس مرتب کردہ مجموعے میں بھی چند ایک علمائے بلوچستان کا تذکرہ موجود ہے۔
درج بالا کتب میں یا تو شخصیات کو عمومی انداز میں موضوع بنایا گیا ہے یا پھر مدارس کو عمومی انداز میں موضوع بنایا گیا ہے لیکن کہیں بھی فقہی اعتبار سے شخصیات اور فقہی مراکز کی بالخصوص موضوعِ بحث نہیں بنایا گیا ہے۔ زیرِ نظر تحقیقی مضمون جس مقالہ کا حصہ ہے اس میں مقالہ نگار نے بلوچستان کی فقہی شخصیات، فقہی مراکز اور فقہی کتب کو ایک جگہ محققانہ انداز سے جمع کیا ہے جو علوم اسلامیہ میں محققین کے لیے ایک بہترین ماخذ ہوگا۔ ذیل میں چند فقہی مراکز اور چند اہم فتاوٰی کا تعارف کروایا جاتا ہے جو صوبہ بلوچستان میں فقہ حنفی کے ارتقاء کو واضح کرتے ہیں۔

دارالافتاء جامعہ عربیہ جمالیہ، جمالدینی نوشکی (1333ھ/ 1915ء)

مدرسہ عربیہ جمالیہ جمالدینی ضلع و تحصیل نوشکی بلوچستان میں واقع ہے۔ اس جامعہ کا شمار بلوچستان کے قدیم ترین جامعات میں سے ہوتا ہے۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا عبداللہ جان ہے۔ جامعہ میں ناظرہ قرآن، حفظ قرآن، درسِ نظامی مکمل، شعبہ دارالافتاء، لائبریری اور شعبہ قضاء و تحکیم موجود ہیں۔ اس وقت شعبہ دارالافتاء کے رئیس مفتی حسین احمد ہیں۔ مسائل زیادہ تر زبانی پوچھے جاتے ہیں جن مسائل کا تحریری ریکارڈ موجود ہے وہ سات سو دس ہیں۔ مشکل اور جدید فتاویٰ کے حل میں دارالعلوم کراچی کے اساتذہ خاص کر مولانا عبدالرؤف سکھروی سے راہنمائی لی جاتی ہے۔ جامعہ عربیہ جمالیہ میں شعبہ قضاء و تحکیم بہت زیادہ فعال ہے۔ اس میں مولانا مفتی حسین احمد (رئیس دارالافتاء)، مولانا حیدر (صدر مدرس جامعہ)، مولانا غلام نبی (مدرس جامعہ) مجلس قضاء و تحکیم کے طور پر کام کرتے ہیں جبکہ مولانا عبداللہ اس شعبہ کے سربراہ کے طور پر اپنی خدمات انجام دیتے ہیں۔

مجلس قضاء کا طریقہ کار:

اس جامعہ میں قضاء کا سلسلہ مفتی حسین احمد کے داداجان مولانا صالح محمد کے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ ہر اتوار صبح سے مجلس قضاء شروع ہوجاتی ہے (عموماً ہر اتوار کو مسائل موجود ہوتے ہیں)۔ اس میں طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ فریقین سے اسٹامپ پر تحریری ضمانت لی جاتی ہے کہ ہمیں ہر صورت میں فیصلہ قابل قبول ہوگا۔ پھر فریقین کے بیانات قلمبند کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد فریقین کے درمیان مصالحت کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ جب مصالحت کی کوشش ناکام ہوجائے تو فریقین کے اعتراضات سنے جاتے ہیں۔ اس کے بعد تاریخ دی جاتی ہے جس میں فریقین کو فیصلہ سنایا جاتا ہے۔ فیصلے کی نقول فریقین کو بھی

دی جاتی ہیں اور مجلسِ قضاء و تحکیم کے ریکارڈ کا بھی حصہ بن جاتی ہیں۔ عدالتوں سے ایسے مسائل شعبہ قضاء کی طرف بھیجے جاتے ہیں جو زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہوں۔[9]

دار الافتاء دار العلوم مفتاح العلوم، پنجگور (1366ھ/1947ء)

یہ جامعہ بلوچستان کے قدیم جامعات میں سے ہے۔ اس کی بنیاد مولانا رحمت اللہ نے 1947ء میں رکھی ہے۔ اس میں شعبہ ناظرہ، شعبہ حفظ القرآن، درسِ نظامی مکمل اور شعبہ دار الافتاء موجود ہے۔ اس وقت (1440ھ-1441ھ) جامعہ میں 260 طلباء جبکہ شعبہ بنات میں 150 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ اس جامعہ کی ایک اہم بات یہ ہے کہ اس کے بانی مولانا رحمت اللہ نے سعودی عرب کے ساتھ معادلہ کیا ہے۔ جس کے تحت اس جامعہ کے فارغ التحصیل 8 سے 15 طلباء ہر سال سعودی عرب کے مختلف جامعات میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ طلباء جامعہ مدینہ منورہ اور دیگر مدارس میں تخصص فی الفقہ اور تخصص فی الحدیث کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ جامعہ میں دار الافتاء آغاز کے دن سے قائم ہے۔ اس وقت شعبہ دار الافتاء کے رئیس مفتی مولا بخش ہیں۔ آپ اکیلے ہی دار الافتاء کا انتظام چلا رہے ہیں۔

فقہی خدمات:

یہ دار الافتاء پنجگور کا سب سے قدیم دار الافتاء ہے۔ اس دار الافتاء سے شائع ہونے والے فتاویٰ کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر روزانہ کی بنیاد پر فیصلے بھی ہوتے ہیں۔ یہاں پر پنجگور کی عدالتوں سے بھی بسا اوقات حل کرنے کی غرض سے مسائل آتے ہیں۔ اس جامعہ کی برکت سے علاقہ غیر شرعی رسومات سے پاک ہو گیا ہے۔ تعزیت کے وقت دعاء کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کی سختی سے ممانعت کرتے ہیں۔[10]

دار الافتاء الجامعۃ العربیہ دار العلوم خاران (1375ھ/1956ء)

مدرسہ "الجامعۃ العربیہ دار العلوم خاران"[11] خاران شہر کے وسط میں واقع ہے۔ اس جامعہ کی بنیاد مولانا محمد عظیم[12] نے 1956ء میں رکھی۔ یہ جامعہ ضلع خاران کا مرکزی مدرسہ ہے۔ اس میں خاران کے علاوہ بلوچستان کے دیگر اضلاع کے طلباء بھی زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ اس وقت جامعہ میں شعبہ حفظ، ناظرہ قرآن، درسِ نظامی مکمل، شعبہ دار الافتاء فعال طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ کے احاطہ میں گورنمنٹ پرائمری سکول بچوں کے لئے موجود ہے۔ اس وقت جامعہ میں دو سو رہائشی طلباء جبکہ تین سو غیر رہائشی طلباء زیر تعلیم ہیں۔ دار العلوم میں بنین کے ساتھ بنات کی تعلیم کے لئے متصل بلاک میں انتظام کیا گیا ہے۔ مدرسہ ایک وسیع و عریض عمارت رکھتا ہے جو ساٹھ کمروں پر مشتمل ہے۔ یہاں پر پینتیس اساتذہ شعبہ تدریس کے ساتھ منسلک ہیں۔ جامعہ میں شعبہ دار الافتاء 1970ء سے قائم ہے، لیکن فتاویٰ کا باقاعدہ

ریکارڈ محفوظ نہیں رکھا گیا۔ 2015ء سے شعبہ دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتاوی کا ریکارڈ محفوظ ہونا شروع ہوا ہے۔ دارالافتاء کے رجسٹر کے مطابق فتاوی کی تعداد 810 ہے۔ تمام فتاوی غیر مطبوع ہیں۔ فتاوی کے علاوہ شخصی اور علاقائی تنازعات میں فریقین کے درمیان ہونے والے فیصلوں کی تعداد ریکارڈ کے مطابق 108 ہے۔ جن میں بعض فیصلے ایک کتاب کے حجم کے برابر ہیں۔ ضلع خاران کے مرکزی دارالافتاء ہونے کی وجہ سے ضلعی عدالتیں بھی مسائل کے حل میں وقتاً فوقتاً راہنمائی لیتی ہیں۔ دارالافتاء میں مسائل کے حل کے لئے جدید ٹیکنالوجی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ حل شدہ اہم مسائل کا اشتہار سوشل میڈیا کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جدید مسائل کے حل میں دارالعلوم کراچی کے مفتیان کرام سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ دارالافتاء کے نہ صرف ضلع خاران پر اثرات ہیں بلکہ پورے ڈویژن میں یہاں سے نکلنے والے فتاوی کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مفتی عبدالغفار شعبہ دارالافتاء کے رئیس ہیں۔ مفتی زبیر اور مفتی حبیب اللہ آپ کے معاون مفتیان کرام ہیں۔

دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ، انوار باہو بروری روڈ کوئٹہ (1389ھ/1970ء)

یہ جامعہ 1970ء میں مفتی غلام محمد قاسمی ایک مسجد میں شروع کیا تھا۔ بعد میں اس نے ایک جامعہ کی شکل اختیار کی۔ اس جامعہ میں عصری علوم، ناظرہ قرآن کریم، تجوید القرآن، درس نظامی مکمل اور شعبہ دارالافتاء بھی قائم ہیں۔ 2013ء میں جب آپ فوت ہوئے تو مولانا مفتی محمد جان قاسمی صاحب کو شعبہ دارالافتاء کی ذمہ داری دی گئی۔

شعبہ دارالافتاء:

مفتی محمد جان کے ساتھ دارالافتاء میں آپ کے بھائی مفتی احمد رضا خان قاسمی معاون مفتی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ابھی تک جامعہ کے دارالافتاء سے جاری ہونے والی فتاویٰ کی تعداد 5183 ہے۔ تحریری فتاویٰ کے علاوہ زبانی طور مسائل پوچھنے کے لئے بھی زیادہ لوگ آتے ہیں۔ فتویٰ دینے میں جامعہ کا طرز "دارالعلوم نعیمیہ" کراچی کا ہے۔ جامعہ میں قضاء و تحکیم اور مقامی جرگہ کے لیے کوئی ترتیب نہیں ہے۔[13]

دارالافتاء جامعہ رشیدیہ تدریس القرآن، سرکی روڈ کوئٹہ (1393ھ/1974ء)

جامعہ رشیدیہ تدریس القرآن سرکی کوئٹہ میں واقع ہے۔ مولانا محمد یعقوب شرودی نے 1974ء میں اس جامعہ کو قائم کیا۔ 2007ء میں مولانا محمد یعقوب شرّودی کی وفات کے بعد مولانا حافظ حسین احمد شرودی کے کندھوں پر اس کے نگرانی کی بھاری ذمہ داری عائد ہوئی۔ ابھی تک آپ اس ذمہ داری کو بہتر طریقے سے انجام دینے میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔

جامعہ رشیدیہ کے فقہی ادوار:

جامعہ رشیدیہ کی فقہی خدمات دو ادوار پر مشتمل ہے۔ پہلا دور وہ ہے جس میں جامعہ کے بانی اور دارالعلوم دیوبند کے

فاضل مولانا محمد یعقوب شرّودی صاحب یہاں منصب افتاء وقضاء پر فائز تھے۔اس وقت یہ پورے بلوچستان کا مرکزی دارالافتاء ہوا کرتا تھا۔ صوبے کے تمام علاقوں سے اپنے شرعی مسائل کے حل کے لئے لوگ یہاں رجوع کرتے تھے۔ شیخ القرآن مولانا محمد یعقوب شرودی قرآن وحدیث کے روشنی میں ان مسائل کے جوابات دیا کرتے تھے۔یہی جامعہ بلوچستان میں تخصص فی الفقہ کا پہلا مرکز بنا۔چھ سال آپ نے تخصص فی الفقہ کرواکر مختصر عرصے میں جیّد مفتیانِ کرام کا بیج بویا اور بلوچستان کے لوگوں کی فقہی ضرورت کو صوبے کے اندر پورا کر دیا۔اس کے بعد آپ نے اس سلسلے کو اس وجہ سے موقوف کر دیا کہ علاقے میں مفتیانِ کرام کی کثرت کی وجہ سے بے وقعتی پیدانہ ہوجائے۔اس کا موقوف ہونا تھا کہ مرکزی تجوید القرآن کے شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک بلوچ کا انتقال ہوا۔ایک سال کے معاہدے پر شرّودی صاحب وہاں شیخ الحدیث تعینات ہوئے لیکن اس عہدے پر آپ چھ سال تک متمکن رہے یہاں تک کہ 2007ء کو رمضان المبارک میں آپ کا انتقال ہوگیا۔آپ بلوچ قبائل کے رسم ورواج سے واقفیت رکھنے کی بناء پر بہت جلد مسئلے کے حل تک پہنچ جاتے تھے۔

دوسرا دور شیخ القرآن کی وفات کے بعد سے ابھی تک کا ہے۔ان دونوں ادوار میں فرق کافی نمایاں ہے، لیکن اب بھی کوئی سائل تسلّی بخش شرعی جواب کے بغیر واپس نہیں جاتا۔پیچیدہ مسائل میں قریب واقع دارالافتاؤں سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

دارالافتاء کی خدمات:

مولانا محمد یعقوب شرّودی کے فتاوٰی جات اور تصویب پر مشتمل فتاوٰی "ثمینۃ الفتاوٰی" کے نام سے مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ سے چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے لیکن سن اشاعت اس پر موجود نہیں۔کتاب کے آغاز میں آٹھ صفحات پر مشتمل مقدمہ حافظ حسین احمد نے تحریر کیا ہے۔اس کے علاوہ 415 مسائل ایسے ہیں جو تحریری شکل میں جامعہ کے دارالافتاء میں موجود ہیں لیکن ابھی تک کتاب کے سانچے میں نہیں ڈالے گئے ہیں۔مسائل کے حل میں علامہ بنوری ٹاون کے منہج کو مدِّ نظر رکھا جاتا ہے۔جامعہ کے دارالافتاء میں مفتی دلاور خان اور مفتی صابر اللہ معاونین کے طور پر کام کرتے ہیں۔[14]

دارالافتاء جامعہ رشیدیہ، آسیا آباد تربت (1396ھ/1976ء)

تعارف:

''جامعہ رشیدیہ'' بلوچستان کے مکران ڈویژن میں ضلع تربت کی تحصیل تمپ علاقہ آسیا آباد میں واقع ہے۔اس جامعہ کی بنیاد مفتی احتشام الحق شہیدؒ نے 1976ھ میں رکھی ہے۔اس جامعہ میں شعبہ حفظ، ناظرہ، درس نظامی مکمل، شعبہ دارالافتاء اور شعبہ قضاء وتحکیم موجود ہیں۔اس کے علاوہ جامعہ میں بلوچستان کی سب سے منفرد لائبریری موجود ہے جہاں پینسٹھ ہزار کتب کے ساتھ بے شمار مختلف قلمی نسخے موجود ہیں۔یہ لائبریری ہمیشہ سے اہل علم اور محققین کا مرجع ہوتی ہے۔

شعبہ دار الافتاء:

جامعہ رشیدیہ میں پہلے دن سے افتاء کا کام شروع ہوا تھا۔ جہاں بلوچستان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ کراچی کے لوگ بھی مختلف دینی مسائل کے حل کے لیے رجوع کرتے ہیں۔ مفتی احتشام الحق جب تک بقید حیات تھے تو کراچی کے بڑے بڑے جامعات مسائل کی تصحیح کے لیے رجوع کرتے تھے۔ مفتی احتشام الحق شہید شعبہ دار الافتاء کے بانی اور رئیس تھے۔ 19 شوال 1437ھ بمطابق 24 جولائی 2016ء جب مفتی صاحب شہید ہوئے تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے بھائی مفتی ریاض الحق جامعہ کے مہتمم اور شعبہ دار الافتاء کے رئیس بنے۔ ابھی تک شعبہ سے نکلنے والے فتاویٰ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جامعہ کے دار الافتاء سے نکلنے والے فتاویٰ جات کو کتابی شکل دینے کا کام جاری ہے۔ فتاویٰ جات کے اس مجموعے کا نام "فتاویٰ آسیہ آبادی" ہے۔ اس کی ابھی تک دو جلدیں کمپوز ہو چکی ہیں۔

دار الافتاء سے شائع ہونے والے فتاویٰ جات 38 رجسٹروں میں لکھے گئے ہیں لیکن صحیح تعداد بتانا اس وجہ سے ممکن نہیں کہ تمام مسائل کے نام نہیں لکھے گئے۔ اس وقت مفتی ریاض الحق کے ساتھ مفتی مختار احمد نائب مفتی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ جدید مسائل میں دار الافتاء کا منہج جامعہ فاروقیہ کا ہے۔ اہم فتاویٰ جات میں سے ذکری مذہب کے بارے میں مدلّل اور جامعہ فتاویٰ جات، بلوچی زبان میں کنائی الفاظ سے وقوع طلاق اور ٹریفک مسائل پر گراں قدر فتاویٰ جات شامل ہیں۔

شعبہ قضاء و تحکیم:

جامعہ میں شعبہ قضاء و تحکیم بھی ایک فعال ادارہ ہے۔ یہ شعبہ بھی جامعہ میں آغاز ہی سے کام کر رہا ہے۔ ابھی تک شعبہ نے سینکڑوں مسائل حل کیے ہیں، جن میں دوسو سے زیادہ تنازعات خونی ہیں۔ تمام مسائل اور فیصلوں کا ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ قضاء کے انعقاد کا وقت عموماً عصر کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔ اس وقت شعبہ قضاء کے رئیس علامہ محمد آدم ہیں اور مفتی مختار احمد آپ کے معاون ہیں۔

شعبہ تخصص:

شعبہ تخصص بھی جامعہ میں بہت پہلے سے چلا آرہا ہے۔ اس شعبہ میں چالیس روزہ کورس کا آغاز جامعہ رشیدیہ میں علماء کے اصرار پر 2005ء میں شروع ہوا۔ شعبہ تخصص کے رئیس مفتی احتشام الحق شہیدؒ تھے۔ آپ کی وفات کے بعد مفتی ریاض الحق اس شعبہ کے رئیس ہیں۔ اس میں دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

نصاب:

اصولِ افتاء، شرح عقود رسم المفتی اور سراجی درساً پڑھائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مشہور فقہی مأخذ مثلاً فتاویٰ شامیہ اور فتاویٰ ہندیہ وغیرہ کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ ہر متخصص کے لیے ضروری ہے کہ وہ سو مسائل حل کرے، اگر متعلقہ وقت میں وہ

نہیں لکھ سکتا تو اگلے سال اسے یہ تعداد بھی پوری کرنی ہوتی ہے۔ہر متخصص کے لیے کم سے کم 120 صفحات پر مشتمل فقہی مقالہ لکھنا لازم ہے۔

تعداد متخصصین:

مفتی احتشام الحق جب تک بقید حیات تھے تو 20-15 طلباء کو تخصص میں داخلہ دیا جاتا تھا۔وہ خود متخصصین کو اکیلے پڑھاتے تھے اور ساتھ ہی روزمرہ کی بنیاد پر ان کے حل شدہ فتاویٰ کی تصحیح فرماتے۔آپ کی شہادت کے بعد دس طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔مفتی ریاض الحق کے ساتھ مفتی مختار حیدر سراجی کا درس دیتے ہیں۔[15]

دارالافتاء مدرسہ عشرہ مبشرہ، چمن قلعہ عبداللہ (1433ھ/2012ء)

اس جامعہ کی بنیاد مفتی محمد شعیب نے 2012ء میں رکھی ہے۔یہ جامعہ حاجی کرم خان کالونی گلدارہ باغیچہ چمن ضلع قلعہ عبداللہ میں واقع ہے۔اس وقت (1440ھ-1441ھ) جامعہ میں ڈھائی سو طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔جامعہ میں شعبہ حفظ قرآن، شعبہ ناظرہ، شعبہ کتب درجہ خاصہ تک اور شعبہ دارالافتاء موجود ہیں۔مفتی محمد شعیب شعبہ دارالافتاء کے رئیس ہیں۔آپ کے ساتھ مفتی محمد ایوب (متخصص جامعہ بنوریہ 2002ء) اور (مولانا محمد اشرف فاضل جامعہ فاروقیہ 2010ء) معاونین کے طور پر کام کرتے ہیں۔

خدمات:

یہ جامعہ اتنا قدیم نہیں ہے لیکن خدمات کے اعتبار سے ضلع بھر میں ایک مقام رکھتا ہے۔ابھی تک اس دارالافتاء سے نکلنے والے فتاویٰ کی تعداد 3035 ہے۔ان میں اکثر میراث اور طلاق سے متعلق ہیں۔اس کے علاوہ یہاں پر عوام کے تنازعات کے فیصلے بھی شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں ہوتے ہیں۔تمام فتاویٰ جات اور فیصلوں کا ریکارڈ تحریری شکل میں موجود ہے۔[16]

فقہی مجلس بلوچستان (1437ھ/2015ء)

قیام و بانی مجلس:

موجودہ دور میں درپیش فقہی مسائل کے حل کے لیے کافی مشاورت کے بعد 14 اکتوبر 2015ء بمطابق 1437ھ میں فقہی مجلس بلوچستان کی بنیاد رکھی گئی۔اس مجلس کے قیام کے سلسلے میں محمد تقی عثمانی کی فقہی مجالس کے تجربات سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔اس وقت مذکورہ مجلس کی سربراہی کی ذمہ داری کے فرائض مفتی عصمت اللہ مہتمم جامعہ فاروقیہ مسلم باغ قلعہ سیف اللہ بلوچستان انجام دے رہے ہیں۔

اغراض و مقاصد:

فقہی مجلس بلوچستان کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:

- انما الاعمال بالنیات والی حدیث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تمام امور کی انجام دہی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی کوشش کرنا۔
- اہل علم حضرات کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا اور ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا
- امت مسلمہ کو دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا
- جدید دور کے شرعی مسائل کا حل فقہ حنفی کے رو سے تلاش کرنے میں مدد فراہم کرنا
- بلوچستان جیسے پسماندہ علاقے کے مکینوں میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی اہمیت کا احساس پیدا کرنا
- عورتوں کے ساتھ ہونے والی حق تلفی خاص طور پر وراثت کے معاملات میں، عوام وخواص میں شعور و آگاہی پیدا کرنا
- اسلام کی حقیقی تشخص کو از سرِ نو زندہ کرنا
- اسلام کے سنہری دور کی طرز پر فقہی مجالس اور علماء پر لوگوں کے اعتماد کو بحال کرنا
- معاشرتی معاملات میں مسلمانوں کو راہ راست دکھانا
- معاشرے میں پھیلتی ہوئی بدعات کی روک تھام اور اسلام کو ان سے پاک کرنا
- حساس اسلامی معاملات جیسے طلاق، قسم وغیرہ کی حساسیت سے عوام کو آگاہ کرنا
- مفتیانِ دین کو قرآن وسنت کی تعلیمات کو پیش نظر رکھ کر اپنی ذاتی پسند ناپسند کو پس پشت رکھتے ہوئے فیصلہ کرنے کی تربیت دینا
- اسلامی احکامات کو قومی اور بین الاقومی سطح پر لاگو کرنے کے لیے حالات سازگار بنانے کی کوشش کرنا۔

مجلس کے قیام کی ضرورت:

دور حاضر میں امت مسلمہ کے دیگر اسلامی ممالک کی بنسبت پاکستان میں مذہبی رجحان اور اتباع دین کے حالات بہتر ہیں۔ مگر پھر بھی روزمرہ زندگی میں نت نئے تجارتی، معاشی، قانونی وشرعی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح بلوچستان میں دریافت ہونے والی معدنیات کی ملکیت کے حوالے سے قانونی اور شرعی مسائل درپیش ہیں اس نوعیت کے مسائل کے حل کے حوالے سے انفرادی سطح پر صادر ہونے والے فتوی پر عوام کا عدم اعتماد بھی اس مجلس کے قیام میں اہم وجہ بنی۔

مجلس کا دائرہ کار:

اختلافات امت سے بچنے کے لیے مجلس نے یہ امر اپنے اوپر لازم کر دیا کہ اس مجلس میں مختلف مسالک کے درمیان اختلافی مسائل اور عقائد وبدعات پر فتوی جاری نہیں کیا جائے گا۔ اس مجلس کے زیر اثر جدید دور کے معاشرتی مسائل، تجارتی مسائل، زراعت سے منسلک مسائل، معاملات کے حوالے سے درپیش مسائل پر بحث ہوگی۔

مجلس کا مستقر:

بلوچستان کے حالات اور جغرافیہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شوریٰ نے باہمی مشاورت سے جامعہ فاروقیہ مسلم باغ ضلع قلعہ سیف اللہ کو فی الحال اس مجلس کا مستقر قرار دیا ہے۔ مجلس کے ارکین باہمی مشاورت سے کسی بھی وقت دوسرے مقام کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

مجلس کی صدارت اور انتظامات:

فقہی مجلس بلوچستان کے تحت انگریزی مہینے کی ہر پندرہ تاریخ (رمضان کے علاوہ) کو اجلاس کا انعقاد مختلف اداروں میں ہوتا ہے، جس بھی ادارہ میں اجلاس منعقد ہوتا ہے اس ادارہ کا سربراہ اس مجلس کی صدارت، اس مجلس کے تمام انتظامات اور اس مجلس کے موضوع کی اطلاع اراکین مجلس کو دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے اور مجلس کے اختتام پر اعلامیہ بھی صدرِ مجلس جاری کرتا ہے۔

موضوع کا انتخاب:

مجلس کے انعقاد سے قبل متعلقہ ادارہ اجلاس کے موضوع سے مطلع کرتا ہے تاکہ اراکین مجلس اس موضوع پر اپنی تحقیق اور تیاری مکمل کر لیں، موضوع کا انتخاب جدید دور کے درپیش مسائل سے کیا جاتا ہے۔

اراکین مجلس کی اہلیت:

فقہی مجلس کے اراکین کے لیے لازم ہے کہ وہ عقیدہ اہلسنت والجماعت کے پیروکار ہوں اور عملی طور پر احکامات شرعیہ کا پابند ہوں ،اسلامی اور مروجہ علوم میں مہارت رکھتے ہوں، عربی و اردو زبان بولنے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، پاکستانی شہری ہوں اور کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث نہ ہوں، کسی کالعدم تنظیم سے روابط نہ ہوں۔[17]

اگرچہ اس مجلس کا قیام بلوچستان کے تمام علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی زندگیوں میں درپیش شرعی، معاشی، اور سماجی مسائل کا فقہ حنفی کے تحت حل تلاش کرنا تھا لیکن تاحال اس مجلس کا دائرہ کار بلوچستان کے پشتون اضلاع قلعہ سیف اللہ، قلعہ عبداللہ، زیارت، لورلائی، ہرنائی اور ضلع موسیٰ خیل تک محدود ہے۔اس بات کے روشن امکانات ہیں کہ بہت جلد پورا بلوچستان اس مجلس کی خدمات سے بہرہ مند ہو گا۔

فقہی مجالس میں تاہنوز پیش ہونے والے موضوعات:

ابھی تک "فقہی مجلس بلوچستان" کے زیرِاہتمام پچاس سے زائد فقہی مجالس کاانعقاد ہو چکا ہے۔ان میں مختلف موضوعات پر تحقیق ہوئی ہے جن میں سے اہم یہ ہے۔"لائف انشورنس،پیمنٹ کا کاروبار (بیع عینہ کی ایک نئی شکل)، طلاق کے مختلف علاقائی الفاظ کا حکم، بلوچستان میں مہر (ولور) کا شرعی حکم، باغات کے خرید و فروخت سے متعلق جدید مسائل، کرومائٹ کی شرعی حیثیت، مختلف کمپنیوں کی طرف سے آبپاشی کے لیے لگائے جانے والے سولر سسٹم سے متعلق شرعی احکام"۔

معین الفتاوٰی:

معین الفتاوٰی اردو زبان میں ایک جلد پر محیط مولانا محمود حسن ہزاروی اجمیری کے فتاوٰی کا مجموعہ ہے۔ فتاوٰی کے کل صفحات 761 ہے اور جامعہ حسینیہ محمدیہ راندیر ضلع سورت، گجرات کے متہم مولانا محمود شبیر نے 2017ء میں جامعہ حسینیہ راندیر سے شائع کیا ہے۔ اس فتاوٰی میں کل 781 مسائل حل کیے گئے ہیں۔ یہ فتاوٰی مولانا مفتی محمود حسن کے ان فتاوٰی کا مجموعہ ہے جو آپ آپ کے قلم سے سولہ سال کے دوران جامعہ حسینیہ راندیر میں منصۂ شہود پر آئے۔ ان فتاوٰی کو جامعہ حسینیہ کے متہم نے کافی عرصہ بعد کتابی شکل دی۔ اجمیری صاحب کے تحریر کردہ فتاوٰی جات اب بھی جامعہ حسینیہ میں ایک کتابی شکل میں موجود ہیں۔

فتاوٰی کے ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ اس میں بیس کتابیں ہیں اور صرف کتاب الصلوٰۃ میں ابواب کی ترتیب ہے باقی کتابوں میں نہیں۔ کتاب الطہارۃ، کتاب الحیض، کتاب الانجاس، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان والنذور، کتاب الوقف، کتاب البیوع، کتاب الدعوٰی والمصالحۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الھبۃ والبراءۃ، کتاب الاضحیۃ والذبائح، کتاب الرھن، کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب الفرائض اور کتاب العقائد و مسائل شتّٰی۔

فتاوٰی کی آغاز میں جامعہ کے متہم محمود شبیر نے تین صفحات پر مشتمل صاحب فتاوٰی مولانا مفتی محمود حسن اجمیری کا تعارف کروایا ہے۔ اس کے بعد جامعہ کے استاذِ تفسیر وحدیث مولانا عقیل احمد قاسمی نے 25 صفحات پر مشتمل ایک جامع مقدمہ لکھا ہے۔ اس میں آپ نے چند امور پر بحث کی ہے جن میں سب سے پہلے آپ نے فقہ اسلامی کے تعارف اور خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد اجتہاد اور تقلید کا عنوان قائم کیا ہے، بعد ازاں فقہ کی تعریف اور اس کی دائرہ کار کو واضح کیا ہے۔ تدوین فقہ کے چھ ادوار اور چوتھے مرحلے میں امام صاحب کے حالات زندگی بیان کرکے حنفی کتب پر تبصرہ کیا ہے۔ ان ادوار کے بعد جدید دور میں فقہ کی حیثیت کو واضح کیا ہے۔ اس کے بعد افتاء، منصب افتاء اور اس کی اہمیت و نزاکت کو اجاگر کیا ہے۔ اس کے بعد عہد صحابہ، عہد تابعین اور موجودہ دور میں مستفتی اور مفتی کے احوال بیان کیے ہیں۔ آخر میں معین الفتاوٰی پر مختصر بحث کی ہے۔

مقدمہ کے آخر میں پیش لفظ کا عنوان قائم کرکے مولانا مفتی محمود حسن اجمیری کے "معین الفتاوٰی" کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کیے ہیں۔ معین الفتاوٰی کی ترتیب میں درج ذیل منہج اپنایا گیا ہے:

سوال اور جواب میں مطابقت:

اس فتاوٰی میں اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے کہ ایک استفتاء میں سائل نے اگر کئی مسائل کے بارے میں سوال کیا ہے تو سائل کے ہر سوال کو قابل حل سمجھ کر اس کا جواب دیا گیا ہے۔ مثلاً: صفحہ 99-98 پر ایک مسئلہ ہے کہ مسجد کے قریب ہندو کے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ مسجد سے پانی لینے کے لیے چلا جائے تو اس کے لیے مسجد میں داخل ہونا اور اس کے لیے مسجد کا پانی استعمال کرنا جائز ہے؟ تو اس کے آپ نے دو جوابات دیے ہیں۔ پہلا یہ کہ ضرورت کی بناء پر ہندو مسجد میں داخل

ہو سکتا ہے۔اور دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ شہر کی مساجد سے پانی کوئی لے بھی جائے تو وہاں قلت نہیں پڑتی البتہ اس کے تلافی بعد میں پوری کی جائیگی۔

ہر مسئلہ کے لکھنے سے پہلے عنوان قائم کیا جاتا ہے:

فتاوی میں اس بات کا اول تا آخر یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مسئلہ کے ذکر کرنے سے پہلے اس کے لیے عنوان قائم کیا جاتا ہے اور بعد میں مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلا: صفحہ نمبر 92 پر عنوان قائم کیا گیا کہ "بیت الخلاء میں برہنہ سر جانا خلافِ ادب ہے" اس عنوان کے بعد سائل کا سوٗال ذکر ہوا ہے، سوال "بیت الخلاء میں بغیر ٹوپی کے جانا، اس پر ٹوکنا اور اعتراض کرنا کیسا ہے؟"

جواب انتہائی جامع اور مختصر:

فتاوی میں ماسوائے ایک دو مقامات کے ہر سوال کا ایسا مختصر اور جامع جواب دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا بہت کم وقت میں مسئلہ کو سمجھ سکتا ہے۔ غیر ضروری الفاظ اور طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔ تقدیر کے مسئلہ پر 722-716 سات صفحات پر مشتمل بحث کی گئی ہے۔ لیکن اس مقام پر ایسے جواب کے بغیر مسئلے کا حل ادھورا ہی معلوم ہوتا ہے۔

قواعد فقہیہ کا تذکرہ:

اس فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ جن قواعد فقہیہ کے تحت مفتی صاحب کوئی مسئلہ حل کرتے ہیں تو وہاں پر اس قاعدہ فقہیہ کا ضرور ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً: صفحہ نمبر 108 پر ایک سوال کہ ہندو دھوبی کے دھونے سے کیا کپڑے صاف ہوتے ہیں؟ اس کے جواب میں کنز الدقائق کا حوالہ نقل کرنے کے بعد مفتی صاحب لکھتے ہیں "الضرورات تبیح المحظورات" پہلی بات یہ ہے کہ بہتر یہی ہے کہ مسلمان دھوبی اگر موجود ہو تو اس سے یہ خدمت لی جائے اگر نہ ہو تو اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پانی صاف ہے، تو اس قاعدہ کے تحت ہندو مسلمانوں کے کپڑے دھو سکتا ہے۔

عدم تخریج احادیث:

فتویٰ دینے میں فقہی اقوال کی تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے، لیکن احادیث کی تخریج کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ مثلاً: صفحہ نمبر 109 پر مصلی کے بدن پر یا سالن میں مکھی کے گرجانے کے جواب میں حدیث نقل کی ہے "اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فامقلوہ"[18] لیکن اس کا کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا ہے۔

ترجمہ کا اہتمام نہیں کیا گیا:

فتاوٰی میں کسی بھی عربی عبارت، آیت یا حدیث کے ترجمے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا البتہ پہلے مسئلے کا جواب ذکر کیا جاتا ہے اور پھر عربی عبارت صرف بطورِ دلیل کے پیش کی جاتی ہے۔

معتمد علیہ کتب:

اجمیری صاحب نے مسائل کے حل کے لیے فقہ حنفی کے عربی کتب و فتاوٰی درسِ نظامی میں شامل فقہ کی کتب سے بھی مسائل کے حل میں استفادہ کیا ہے۔ لیکن زیادہ اعتماد آپ نے فتاوٰی شامی، الدر المختار اور بحر الرائق پر کیا ہے جبکہ فتاوٰی میں کسی بھی اردو کتاب سے حوالہ نہیں لیا گیا۔

نمبروار مسائل:

فتاوٰی کے ترتیب میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر مسئلہ کو ایک نمبر دیا جائے لیکن یہ نمبر کتاب کے لحاظ سے نہیں بلکہ مسئلہ نمبر ایک سے شروع ہوتے ہیں اور مسئلہ نمبر 781 پر ختم ہو جاتے ہیں۔

کتاب الفتاویٰ

"کتاب الفتاویٰ" مفتی گل حسن کی 32 سالہ فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے۔ آپ کے فتاویٰ کی تعداد تادم تحریر بیس ہزار (20000) سے زائد ہیں جو فقہ کے تمام موضوعات پر مشتمل ہیں، ان میں سے 1333 فتاوی جات "کتاب الفتاویٰ" میں درج کئے گئے ہیں۔ جبکہ اس کی مزید چار جلدیں زیر طبع ہیں۔ مفتی گل حسن نے اپنے فتاوی جات میں بہت سے امور کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ مثلاً اختلافی مسائل چاہے وہ عقائد سے متعلق ہوں یا معاشرت سے، معاملات، اخلاق، سیاسیات یا مختلف فرقوں کے عقائد و نظریات سے متعلق ہوں یا پھر یہ اختلاف قدیم ہوں یا نئے ہوں ان تمام میں موصوف کا طرز محققانہ، حفظِ مراتب میں محتاط اور بوقت ضرورت سخت رہا ہے۔ اس سلسلے میں کبھی آپ انتہائی بسط و تفصیل کی روش اپناتے ہیں اور کبھی اجمال اختیار کر کے صرف بیان حکم تک محدود رہتے ہیں۔

اس اعتدال پسندی کے علاوہ چند دیگر خصوصیات بھی مؤلف موصوف کے فتوں میں پائی جاتی ہے۔ مثلا: عام طور پر جوابات مختصر دیئے گئے ہیں۔ مگر خیر الکلام ما قلّ ودلّ کے مصداق تاہم ضرورت کی وجہ سے تفصیلی فتاویٰ بھی تحریر فرماتے ہیں، حتی کہ بعض فتاویٰ تو رسائل کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ مثلاً: این جی اوز کی شرعی حیثیت کے بارے ایک مفصل رسالہ شامل

ہے۔ سلیس اور عام فہم اردو میں جواب تحریر فرماتے ہیں تاکہ مستفتی جواب کی حقیقت سے واقف ہو جائے اور سائل کی الجھن اور پریشانی باقی نہ رہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی استفتاء عربی یا فارسی میں آیا ہے تو اس کا جواب بھی عربی یا فارسی میں دیا ہے۔ اسی طرح مقصدِ سائل (نکتۃ الغور) کا جواب دینے کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں اور مقصدِ سائل کا لحاظ کرتے ہوئے تربیتی پہلو کو بھی سامنے رکھتے ہیں۔ مثلاً: اگر کسی سائل کا مقصد کچھ اور تھا لیکن اس کے لئے مفید کوئی دوسری بات تھی تو اس کی بھی نشاندہی کر دیتے ہیں اور انزلوا الناس منازلھم کے پیش نظر ہر مستفتی اور سائل کو اس کی حیثیت اور فہم و فراست کے مطابق جواب دیتے ہیں۔ مفتی صاحب اپنے فتوؤں میں تکفیر کے بارے میں احتیاط کا پہلو اختیار فرماتے ہیں حتی کہ اگر صراحتاً کسی کی تکفیر کی نوبت بھی آئی ہے تو جواب میں صرف ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں جن سے صراحتاً تکفیر کا اظہار نہ ہو۔ مثلاً: "ایسے عقائد اپنانے سے ایمان سلامت نہیں رہتا" وغیرہ۔ اسی طرح مؤلف موصوف حضرات متقدمین کی کتب فقہ و فتاویٰ کے ساتھ متاخرین کی کتب فتاویٰ پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ اس لئے موصوف کے فتوے انتہائی تحقیقی اور مدلل ہیں۔

مفتی گل حسن کی یہ مطبوعہ تالیف تین (3) جلدوں، چونتیس (34) کتابوں و اوراناسی (79) ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں موقع کی مناسبت سے قرآنی آیات و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع ترجمہ نقل کی گئی ہیں۔

جلد اول کتاب الایمان تا کتاب الصلوٰۃ، سے متعلق فتاویٰ جات پر مشتمل ہے۔

جلد دوم بقیہ کتاب الصلوٰۃ تا کتاب النکاح پر مشتمل ہے۔

جلد سوم میں کتاب الطلاق تا کتاب الفرائض سے متعلق فتاویٰ جات نقل کئے گئے ہیں۔

تینوں جلدوں میں "کتابوں" کے علاوہ، ہر کتاب کی ابتداء میں ان کی مناسبت سے بہت سے مسائل بغیر تبویب کے بھی بیان کئے ہیں۔

مفتی گل حسن کے فتوؤں کا محور قرآن اور حدیث رہے ہیں، قرآن اور حدیث کے علاوہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف عربی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اردو کی کتابوں کا حوالہ پیش نہیں کیا اور کہیں کہیں پر مجتہدانہ انداز میں قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط بھی کیا ہے۔ کتب فقہیہ کی جزیات پر قیاس بھی کیا ہے۔ عبادات میں عرف کا اعتبار بالکل نہیں کیا بلکہ معاملات میں بھی اکثر فقہ کی کتابوں کی جزیات سے انتہائی باریک بینی اور بڑی تحقیق سے مسائل ثابت کیے ہیں اور جہاں کہیں عرف کا اعتبار کیا ہے، وہاں تمام شرعی قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

جلدوں کی صفحات بالترتیب 446، 448 اور 516 ہیں۔ کتاب کا تیسرا ایڈیشن مکتبہ دارالفکر والاشاعت سرکی روڈ کوئٹہ سے شائع ہوا ہے۔ کتاب پر سن اشاعت درج نہیں ہے۔

فتاویٰ ربانیہ

فتاویٰ ربانیہ دارالافتاء ربانیہ کے بانی مولانا مفتی روزی خان اور آپ کے معاونین کی محققانہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ "دارالافتاء دارالعلوم ربانیہ جی او آر کالونی کوئٹہ" کا آغاز آج سے بیس سال پہلے 2000ء میں ہوا تھا۔ گزشتہ بیس سال میں اس دارالافتاء سے شائع ہونے والے فتاویٰ کی تعداد 20315 ہیں۔ وہ فتاویٰ اس کے علاوہ ہیں جو متخصصین طلباء نے دوران تخصص بطورِ تمرین حل کیے ہیں۔ ابھی تک فتاویٰ ربانیہ کی دو جلدوں کی کمپوزنگ کا کام مکمل ہوا ہے۔ اس کارِ خیر کی ذمہ داری مفتی محمد کاکازئی معاون مفتی دارالعلوم ربانیہ نے لے رکھی ہے۔ یہ فتاویٰ درجہ ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے۔

فتاویٰ کو ترتیب دیتے وقت اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر فتوے سے غیر ضروری مباحث خواہ مستفتی کے استفتاء میں ہوں یا اس کے جواب میں ہوں، حذف کی گئی ہیں۔

اس فتاویٰ میں ہر مسئلے کے حل کے لیے یہ کوشش کی گئی ہے کہ تین مستند فتاویٰ سے فقہی جواب دیا جائے۔ اگر تین اقوال میسر نہ ہوں تو ممکنہ حد تک میسر جزئیات پیش کی گئی ہیں۔

ایک مستفتی کے استفتاء میں اگر کئی سوال موجود ہوں تو ہر سوال کا جواب جامع مانع انداز میں دیا ہے۔ فتاویٰ کے حل میں غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔

جن مسائل میں اختلاف چلا آرہا ہے ان مسائل میں موجودہ دور کی کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آسانی والے قول کو اپنایا گیا ہے۔ بطور خاص نکاح اور طلاق کے معاملہ میں یہ پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔

فتاویٰ ربانیہ کی تدوین میں یہ انداز اپنا گیا ہے کہ کتاب کے اندر ابواب اور ابواب کے اندر فصول رکھی گئی ہیں۔ جن میں متعلقہ مسائل ترتیب وار ذکر کی گئی ہیں۔

فتاویٰ آسیا آبادی:

آسیا آباد علاقے کی نسبت کی وجہ سے مفتی احتشام الحق اپنا نام آسیا آبادی لکھا کرتے تھے۔ اس وجہ سے فتاویٰ کا نام بھی فتاویٰ "آسیا آبادی" رکھا ہے۔ یہ فتاویٰ اردو زبان میں ہے۔ اس فتاویٰ کی ابھی تک دو جلدیں کمپوز ہو چکی ہیں۔ پہلی جلد 516 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ دوسری جلد 357 صفحات پر مشتمل ہے لیکن اس میں مزید چند مسائل لکھنا باقی ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ مزید چار جلدیں بھی موجودہ فتاویٰ جات سے تیار ہو جائینگی۔ فتاویٰ میں درج ذیل اسلوب کو اپنایا گیا ہے:

مخطوطات سے استفادہ:

عام فتاویٰ کے بنسبت اس فتاویٰ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں مطبوعہ کتابوں اور فتاویٰ جات سے متعدد مقامات اور مسائل میں استفادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 119 پر "عمدۃ ذوو البصائر لحل مبہمات الاشباہ والنظائر" سے حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب کسی شرعی مسئلہ میں تین اقوال ہوں تو کس قول کو ترجیح دی جائے گی۔ تو آگے لکھتے ہیں کہ فقہی طریقہ کار یہ ہے کہ راجح قول پہلا یا آخری ہو گا۔

علاقے کے عرف کو مد نظر رکھنا:

اس فتاویٰ میں ایسے مسائل بھی ہیں کہ ان میں عرف کو بنیاد بنا کر جواب دیا گیا ہے۔ مفتی احتشام الحق شہید مکران کے عرف سے صحیح طور پر واقفیت رکھتے تھے۔ جیسے ایک مسئلہ بلوچی الفاظ "مات و گوھار" سے طلاق کے وقوع کا ہے۔ اس پر آپ نے اتنے مدلل انداز میں بحث کی ہے کہ بعد میں ایک مستقل کتاب "التحقیق العنیق" کے نام سے شائع ہوئی۔

ذکری فرقہ سے متعلق مسائل کا ذکر:

ذکری مذہب کے پیروکاروں کا بنیادی مرکز مکران میں واقع ہونے کی وجہ سے مفتی احتشام الحق شہید نے صحیح معنوں میں ان کا تعاقب کیا ہے۔ ابھی تک آئین پاکستان میں اس مذہب کے ماننے والوں کو قادیانیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا ہے، لیکن مفتی صاحب نے اپنی تحقیق کے ذریعہ ان کو غیر مسلم ثابت کیا ہے۔ جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 167 میں ذکری فرقہ کی شرعی حیثیت کے عنوان سے آپ نے ان کی حقیقت ظاہر کی ہے۔ اس کے علاوہ" ذکری فرقہ کے عقائد واعمال" کے موضوع سے بھی ایک مقالہ شامل ہے۔

بعض مسائل پر مقالہ جات:

اس فتاویٰ میں مسئلے کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے مفتی احتشام الحق شہید کے خود نوشت مقالہ جات بھی شامل کیے گئے ہیں۔ مثلاً "ذکری مذہب کے عقائد واعمال" کے موضوع پر جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 316-259 ستاون صفحات پر مشتمل مقالہ کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ کتاب کے شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس طرح "نماز میں قصداً غلط قرآن پڑھنے" کے موضوع پر جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 370-334 سینتیس صفحات پر مشتمل مقالہ شامل کیا ہے۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ ایسے آدمی کے لیے ضروری ہے کہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح دونوں کرے۔

ماٰخذ فتاویٰ

اس فتاویٰ میں فقہ حنفی کے تمام مستند کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن جن فتاویٰ پر زیادہ اعتماد کیا گیا ہے ان میں فتاویٰ ہندیہ، بدائع الصنائع اور فتاویٰ شامیہ شامل ہیں۔ فتاویٰ میں شامل اکثر مسائل پر دوسرے فقہاء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔

قرآنی آیات، احادیث کی تخریج اور ترجمہ:

اس فتاویٰ میں شامل فقہی مسائل سے متعلق احادیث اور قرآنی آیات کی تخریج کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ مفتی احتشام الحق شہید نے جن فتاویٰ کی تحقیق پر احادیث نقل کر کے ترجمہ کیا ہے، انہی فتاوی کی تحقیق پر اکتفاء کیا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث اسی طرح بغیر ترجمہ کے شامل کی گئی ہیں۔ تخریج کا اہتمام حاشیہ میں کیا گیا ہے۔

قادیانیوں سے متعلق بحث:

اس فتاویٰ میں قادیانیوں سے متعلق بھی ایک مفصل بحث شامل ہے۔ یہ بحث چونسٹھ صفحات جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 463-400 پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے نبوت کی شرائط تفصیلاً ذکر کر کے لکھی ہیں کہ یہ شرائط مرزا قادیانی میں موجود نہیں ہے۔ اس وجہ سے مرزا قایانی نبی نہیں ہے۔

جدید مسائل میں منہج:

اس فتاویٰ میں جدید مسائل جامعہ فاروقیہ کراچی کے منہج کے مطابق حل ہوئے ہیں۔ مثلاً بینکنگ کے نظام میں خلاف شرع مسائل پر بحث کر کے، اس نظام کو غیر شرعی قرار دیا گیا ہے۔

جدید مسائل:

اس فتاویٰ میں ایسے جدید مسائل بھی شامل ہیں جن کی مفتی احتشام الحق شہید نے تصحیح اور تحقیق کی ہے۔ مثلاً کسی عمارت کی دوسری یا تیسری منزل پر مسجد کی شرعی حیثیت کا کیا حکم ہوگا۔ یہ مسئلہ دار العلوم کراچی سے تصحیح کے لیے آیا تھا۔ آپ نے اس پر مزید تحقیق کر کے لکھا ہے کہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر اس پر مسجد کا اطلاق ہوگا۔

ثمینۃ الفتویٰ

ثمینۃ الفتویٰ اردو زبان میں مولانا، محمد یعقوب شرّودی کا ایک اہم شاہکار ہے۔ یہ مولانا شرّودی کے فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے۔ یہ پہلی مرتبہ جامعہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ نے چہار جلدوں میں شائع کیا تھا، لیکن بعد میں ایک ہی جلد میں شائع کیا ہے۔ اس پر سن اشاعت موجود نہیں ہے۔ فتاویٰ کے آغاز میں آپ کے فرزند اور حقیقی جانشین مولانا حسین احمد شرّودی نے آٹھ صفحات پر مشتمل مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں آپ نے مشوانی قبیلے کے تذکرے کے بعد صاحب فتاویٰ کا جامع انداز میں تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کے سب سے اہم علمی کارنامے قرآن مجید کی تفسیر "کشف القرآن" کا مختصر تعارف پیش کیا ہے اور آخر میں ثمینۃ الفتویٰ پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ فتاویٰ بہت ساری خصوصیات اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

کتاب:

اس فتاویٰ میں میں ابواب کے عناوین قائم نہیں کیے گئے۔ فتاویٰ میں "کتاب" کا عنوان قائم کرکے، اس کے ذیل میں متعلقہ مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ اس فتاویٰ میں کل چالیس کتابیں ذکر کی گئی ہیں، صرف دو جگہ "باب" کا عنوان قائم کیا ہے۔

معتمد علیہ فتاویٰ جات:

اس فتاویٰ میں عربی اور اردو دونوں فتاویٰ سے استفادہ کیا گیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔ درالمختار، ردالمختار، شامیہ، کفایت المفتی، محمودیہ، معین القضاۃ، تاتارخانیہ، دارالعلوم دیوبند، قاضی خان، احسن الفتاوٰی، البحرالرائق اس کے علاوہ بھی بہت سارے فتاوٰی سے استفادہ کیا گیا ہے لیکن زیادہ اعتماد درالمختار اور ردالمحتار پر کیا گیا ہے۔ ہر دوسرے تیسرے مسئلہ میں آپ ان دونوں کا حوالہ ضرور دیتے ہیں۔

مفتٰی بہ قول:

اس فتاویٰ میں مولانا شرّودی کسی مسئلہ کے جواب میں متعدد اقوال نقل کرتے ہیں۔ جس قول کو آپ راجح سمجھتے ہیں آخر میں "ھذا ما عندی واللہ اعلم" کے ذکر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ تقریباً بیشتر مسائل میں یہی منہج اپنایا گیا ہے۔

عقائد:

اس فتاویٰ کی اہم خصوصیات میں سے یہ ہے کہ اس کا آغاز ہی کتاب العقائد سے کیا گیا ہے۔ مثلاً صفحہ نمبر چوبیس پر آپ نے غیر مسلم کے مرگھٹ پر جانے کو غیر شرعی کہنے کے بعد لکھا ہے "مسلمان کو غیر مسلم کے مرگھٹ کو جانا جائز نہیں ہاں تعزیت کر سکتا ہے"[19]

جدید مسائل:

اس فتاویٰ میں جابجا جدید دور کے پیش آمدہ مسائل کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ شرّودی صاحب نے صفحہ 402-400 تک شرعی مسجد کے بارے میں لکھا ہے کہ مسجد کی عمارت جس زمین پر بنی ہو اس پر بنی ہوئی تمام چیزیں مسجد کی ملکیت تصور کی جائیں گی۔ البتہ مصالح کے پیش نظر اگر امام مسجد کے لئے رہائش کی غرض سے ابتداء سے نیت کی ہو تو درست ہے۔ اس طرح جی پی فنڈ کی شرعی حیثیت کے بارے میں صفحہ 105 پر لکھتے ہیں کہ حکومت اگر ملازم کی تنخواہ سے کٹوتی کر کے کچھ اضافے کے ساتھ ملازم کو دے تو یہ شرعاً عطیہ کی حیثیت رکھتی ہے اور سود میں داخل نہیں۔

مغلق عبارات بلا ترجمہ:

مسئلے کے حل کے لیے بطور جواب قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور مختلف فتاویٰ کی مغلق عبارات نقل کرتے ہیں لیکن ان کے ترجمے کا کوئی التزام نہیں کرتے۔ یہ سلسلہ پوری کتاب میں اول تا آخر اپنایا گیا ہے۔ اس بناء پر عام آدمی کے لیے سمجھنا مشکل ہے۔

عرف کا استعمال:

اس فتاوی کی اہم خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ عرف پر بھی اعتماد کیا گیا ہے۔ جن مسائل کا تعلق عقائد سے نہ ہو اور نہ ان کے بارے میں کوئی شرعی نص وارد ہوئی ہو تو ان میں فقہ حنفی کے متبعین عرف عام پر اعتماد کرتے ہیں۔ تو دوسرے فقہاء کی طرح مولانا محمد یعقوب شرّودی نے بھی "ثمینۃ الفتاویٰ" میں عرف پر اعتماد کیا ہے۔ مثلاً "ثمینۃ الفتاویٰ" صفحہ نمبر 432 پر روڈ پرمنٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق عرف کے ساتھ ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ معاشرے میں بعض اعیان ایسے ہوتے جن پر اموال کا اطلاق ہوتا ہے ان کا حکم حقوق مجردہ جیسا ہے، کیونکہ حقوق مجردہ کی خرید و فروخت عرفاً لوگ کرتے ہیں۔ اس کا حکم بھی ٹریڈ مارک کی طرح ہے، اور ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت جائز ہے۔[20]

بعض اہم مسائل میں نہایت اختصار:

مولانا شرّودی صاحب نے تمام مسائل میں بالعموم اور بعض مسائل میں بالخصوص دریا کو کوزے میں بند کر کے اختصار سے کام لیا ہے۔ مثلاً: صفحہ نمبر 54 پر "جن ممالک میں نماز کا وقت نہ آتا ہو ان میں نمازیں کیسے پڑھی جائیں؟" نہایت اہم سوال کے جواب صرف ڈیڑھ سطر میں لکھتے ہیں۔

سائل کا نام پتہ:

فتاویٰ ترتیب دیتے وقت اس بات کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا کہ سائل کے نام کو لکھا جائے یا حذف کیا جائے۔ یہی وجہ کہ بعض میں بالکل سائل کا نام ذکر نہیں، بعض میں صرف نام پر اکتفیٰ کیا گیا ہے اور بعض کے ساتھ مکمل پتہ لکھا گیا ہے۔ مثلاً: صفحہ 252 پر "صریح لفظوں میں دو طلاقیں بھی رجعی ہیں" کے تحت مسئلہ لکھنے کے بعد سائل کا نام و پتہ لکھا ہے۔ لیکن اگلے صفحہ پر "زبردستی سے طلاق نامہ پر دستخط کرانے سے طلاق نہیں پڑتی ہے" کے مسئلے کے ساتھ سائل کا نام ہی ذکر نہیں۔

بعض مسائل کی دوسرے علماء سے تصویب:

اس فتاویٰ کے اکثر مسائل ایسے ہیں کہ مولانا شرّودی صاحب نے خود حل کیے ہیں اور ان پر شرح صدر بھی ہے۔ لیکن وہ مسائل بھی شامل ہیں جو آپ نے حل کیے ہیں لیکن شرح صدر نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے کوئٹہ کے اس وقت کے دوسرے علماء سے ان پر تصویب حاصل کی ہے۔ مثلاً: صفحہ نمبر 88 پر "کلی کھیتر تعلقہ کچلاک میں نماز جمعہ" کے تحت حل شدہ مسئلہ کی تصویب سید عبدالستار شاہ (مہتم جامعہ رحیمیہ سرکی روڈ نیلا گنبد)، قاری مہراللہ (مہتمم مدرسہ مرکزی تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ) اور مولانا عبدالغفور (مہتمم مظہر العلوم شالدرہ کوئٹہ) نے کی ہے۔

نتائج

زیرِ نظر مقالہ سے درجِ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- صوبہ بلوچستان کا فقہ حنفی کے ارتقاء میں اہم کردار ہے۔
- صوبہ بلوچستان میں دارالافتاء ملک کے دیگر صوبوں کی مانند متحرک اور فقہ کی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔
- یہاں کے دارالافتاء علاقائی شرعی ضروریات مکمل کرنے کے لیے کافی ہیں۔
- بلوچستان میں بالخصوص قضاء و تحکیم بھی فقہ کی حفاظت میں اہم کردار رکھتے ہیں۔
- یہاں سے شائع ہونے والے فتاویٰ اہم اور عصر حاضر کے مسائل سے ہم آہنگ ہیں۔
- اس صوبہ میں فقہی شخصیات موجود ہیں جو فقہ حنفی کی حفاظت اور اس کی وسعت میں سر گرداں باعمل ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 براہوئی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن، بلوچستان میں دینی ادب، ناشر: براہوئی اکیڈمی (رجسٹرڈ)، کوئٹہ، پاکستان

2 شائع کردہ حکومت پاکستان وزارت تعلیم اسلامک ایجوکیشن ریسرچ سیل اسلام آباد

3 عبدالرزاق، ایم فل تھیسز، نگران مقالہ ڈاکٹر جمیلہ سڈل، اسلامک سنٹر پشاور، 1992ء

4 رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، ناشر: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، بیت الحکمہ، کراچی 1961ء

5 بھٹی، محمد اسحاق بھٹی، فقہائے ہند، ناشر: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور

6 مجددی، محمد اقبال مجددی، تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان، ناشر: پروگریسو بکس لاہور، 2013ء

7 میاں، سید محمد میاں، علماء ہند کا شاندار ماضی، ناشر: ناشر: جمعیہ پبلیکیشنز وحدت روڈ لاہور، اشاعت جدید 2005ء

8 قاسم محمود، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ناشر: الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور

9 انٹرویو، مفتی حسین احمد (رئیس شعبہ دارالافتاء مدرسہ عربیہ جمالدینی)، بمقام: مدرسہ عربیہ جمالدینی، بتاریخ: 15 اپریل 2019ء

10 انٹرویو، مولانا عبدالعزیز (ناظم تعلیمات مدرسہ مفتاح العلوم سوردو پنجگور)، بمقام: مدرسہ مفتاح العلوم، بتاریخ: 27 دسمبر 2019ء

11 انٹرویو، مولانا عبدالغفار (شیخ الحدیث رئیس شعبہ دارالافتاءالجامعۃ العربیہ دارالعلوم خاران)، بمقام: جامعہ عربیہ دارالعلوم خاران، بتاریخ: 14 دسمبر 2019ء

12 انٹرویو، مولانا حفظ الرحمان (مہتمم جامعہ عربیہ دارالعلوم خاران)، بمقام: جامعہ عربیہ دارالعلوم خاران، بتاریخ: 15 دسمبر 2019ء

13 انٹرویو، مولانا محمد قاسم (مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ انور باہو بروری روڈ کوئٹہ)، بمقام: جامعہ غوثیہ رضویہ، بتاریخ: 15 جولائی 2019ء

14 انٹرویو، مولانا حسین احمد شرّودی (مہتمم جامعہ رشیدیہ تدریس القرآن سرکی کوئٹہ)، بمقام: جامعہ رشیدیہ تدریس القرآن سرکی کوئٹہ، بتاریخ: 12 جولائی 2019ء

15 انٹرویو، مفتی مختار حیدر (معاون دارالافتاء جامعہ رشیدیہ آسیہ آباد تمپ)، بمقام: دارالافتاء جامعہ رشیدیہ آسیہ آباد، بتاریخ: 23 فروری 2020ء

16 انٹرویو، مفتی محمد شعیب (رئیس شعبہ دارالافتاء مدرسہ عشرہ مبشرہ)، بمقام: دارالافتاء مدرسہ عشرہ مبشرہ تحصیل چمن، ضلع قلعہ عبداللہ، بتاریخ: 29 دسمبر 2019ء

17 مفتی عصمت اللہ (سربراہ فقہی مجلس بلوچستان ورئیس شعبہ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ مسلم باغ)، ضلع قلعہ سیف اللہ بلوچستان، فقہی مجلس اغراض ومقاصد، اہداف واُصول وضوابط، س ن، ص: 19-1۔

18 نسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب: الفرع والعتیرۃ، باب، الذباب یقع فی الاناء، رقم الحدیث: 4279

19 لدھیانوی، مفتی رشید احمد، احسن الفتاویٰ، ناشر: ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی، ج 4، ص: 233

20 عثمانی، محمد تقی عثمانی، فقہی مقالات، ناشر: میمن اسلامک پبلیشرز کراچی، اشاعت اول، 1994ء، ج: 1، ص: 220